حصہ اول

الاقتصاد فی مسائل الجہاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الہادی من استہداہ الواقی من اتقاہ والصلوۃ والسلام
خدا کا شکر ہے جو طالبان ہدایت کو راہ دکھاتا ہے اور پرہیزگاروں کو عذاب سے بچاتا ہے اور
علی رسولہ الذی خصہ بالحنیفیۃ السمحۃ من بین جمیع من بناہ و
اُسکے رسول پر اُسکی رحمت و سلام ہو جسکو اُسنے اپنے تمام رسولوں سے یکسو آسان دین سے ممتاز
علی آلہ واصحابہ الذین کمل اللہ بہم امر رشدہ وہداہ
فرمایا اور آپ کے آل و اصحاب پر جنکے ذریعہ سے خدا نے اپنے ارشاد و ہدایت کو کامل کیا

اما بعد یہ رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد جسمیں دو غرضیں پیش نظر رکھکر تالیف کیا ہے - اول یہ کہ نا واقف اہل اسلام جہاد کے متعلق مسائل و شروط اسلام سے واقف ہوں اور اقوام غیر سے جنگ کرنے کو صرف اس نظر سے کہ وہ مخالف اسلام ہیں شرعی جہاد سمجھکر اسمیں شامل ہونے کو دین نہ سمجھ لیں - جبتک کہ اس جنگ میں اُن شرائط کا وجود جو شرعی جہاد کے لئے اسلام میں مقرر ہیں ثابت

ذکر لین اور اس تحقیق شرایط و علم مسایل کے ذریعہ سے وہ ہمیشہ بلوے و فساد سے بچے رہین نہ اپنے جان و مال کو بے موقع تلف کرین نہ اور لوگون کی ناحق خونریزی کرین - دوسری غرض یہ کہ اقوام غیر اور گورنمنٹ جنکے ظل حمایت مین اہل اسلام ہند آباد ہین اہل اسلام کی نسبت یہہ گمان نہ کرین کہ صرف مذہبی مخالفت کی نظر سے اقوام غیر کے ساتھ لڑنا اور اُن کے جان و مال لیے تعرض کرنا اور لوگون کو جبراً مسلمان بنانا اور بزور شمشیر سے اسلام پھیلانا ان کے مذہب اسلام کی ہدایت سے ہے ان دونو غرضون کا نتیجہ یہہ ایک غرض ہے کہ حاکم و محکوم اور عام رعایا اور خاص اہل اسلام مین رابطہ اتحاد[⁂] پیدا ہو اور ملک مین ہمیشہ امن و امان قایم رہے ✤

یہ رسالہ مینے ۱۸۷۶ء مین تالیف کیا اور اسمین علماء اسلام کی رائین لینے اور اُن کا توافق رائے حاصل کرنے کے لئے لاہور سے عظیم آباد پٹنہ تک سفر کیا اور اکابر علماء مختلف فرقہ ہائے اسلام کو یہ رسالہ حرف بحرف سُنا کر اُنکا توافق رائے حاصل کیا اور بعض بلاد ہندوستان و پنجاب مین (جہان راقم خود نہین جا سکا) اس رسالہ کی [illegible] بھیجوا کر ان بلاد کے اکابر علماء کا اتفاق رائے حاصل کیا پھر ۱۸۷۷ء مین اس رسالہ کے اصل اصول مسایل کو بضمن ضمیمہ نمبر ۱۱ جلد ۲ رسالہ اشاعۃ السنۃ بعنوان استشہاد عام لوگون مین شایع کیا اور اس مین عام اہل اسلام کو ان مسایل مین اپنی آرا ظاہر کرنے کا موقع دیا

⁂ امور دنیا مین اتحاد - گو مذہب مین اختلاف ہو -

جسپر بہت سے مواضع ہندوستان و پنجاب کے (جہان وہ ضمیمہ پہونچا) صدہا عوام و خواص نے اُن مسایل کی نسبت اپنا اتفاق رائے ظاہر کیا اور اصل رسالہ "اقتصاد" کی طبع و اشاعت کی نسبت کمال شوق ظاہر فرمایا ان کے اس شوق کو بڑہانے اور عام ناواقفون کے خیال مین ان مسایل کی خوبی جمانے کی نظر سے مین اس رسالہ کی طبع و اشاعت کو معرض التوا مین ڈالتا گیا اس اثنا مین ان مسایل کا استحسان بخوبی ہوگیا اور برادران اہل اسلام کا شوق طبع رسالہ بھی اپنی حد کمال کو پہونچا اسلئے مین اب اس رسالہ کی اشاعت کو مناسب سمجھتا ہون - قبل بیان شروط و مسایل جہاد ایک تمہید کا بیان ضروری ہے -

وہ تمہید یہ ہے

جہاد (جو اسلام و مسلمانون مین ایک رکن عظیم مانا جاتا ہے) **دو قسم ہے** ملکی و مذہبی ملکی جہاد* (جسکو ملکی لڑائی بھی کہا جاتا ہے) کے اصول و اغراض اہل اسلام کے نزدیک بھی وہی مقرر و مسلم ہین جو ہر ایک صاحب شوکت قوم یا ریاست یا سلطنت مین تسلیم کئے جاتے ہین یعنے اپنا (یا یون کہو کہ اپنی قوم کا)

* ملکی وہ جہاد ہے جس سے ملک گیری مقصود ہو - مذہب مخالفین سے اسکو کوئی تعلق نہو وہ مسلمانون سے بھی ویسا ہی کیا جاتا ہے جیسا کہ مخالفین اسلام سے - مذہبی جہاد وہ ہے جس مین مذہب اسلام کا تحفظ مدنظر ہو اور وہ ان لوگون سے کیا جاتا ہے جو مسلمانون کے مذہب مین دست اندازی کرین اور مسلمانون کو تکلیف دین *

بول بالا چاہنا اور دوسروں کو اپنے ماتحت کرنا اور اس ذریعہ سے عامہ خلایق مین حفظ و امن قایم کرنا اس جہاد (یا لڑائی) مین فریق مقابل کے مذہب کا ہرگز لحاظ نہین ہوتا جو لوگ ذی شوکت اہل اسلام کی اطاعت سے خارج ہون (مسلمان ہون خواہ اقوام غیر) اُن سے وہ لڑتے ہین چنانچہ عام اہل شوکت اپنے باغیون اور مخالفین سلطنت سے لڑتے ہین اور اپنی قومی جمعیت اور سلطنت قایم کرنے مین اسی نظر سے اس جہاد کو ملکی لڑائی کہا جاتا ہے۔

ان اصول کی تسلیم و عدم تسلیم مین مسلمانون اور اقوام غیر مین کچھ فرق نہین ہے اگر فرق ہے تو اسقدر ہے کہ اور لوگ ان اصول و اغراض کو دنیاوی سمجھتے ہین۔ مسلمان لینے اور امور دنیاوی (کھانے پینے خریدنے اور فروخت کرنے) کی طرح ان اصول کو بھی داخل دین اور موجب ثواب سمجھتے ہین اور ان کے مذہب مین ان اصول کے قایم رکھنے اور ان اغراض کے پورا کرنیکی بابت بھی ویسی ہی ہدایتین آچکی ہین جیسے کہ ان کے اور مذہبی اور دنیاوی امور کی بابت ہدایتین آچکی ہین۔

مذہبی جہاد (یا لڑائی) کے اصول و اغراض حفظ و حمایت اسلام اور مدافعت ضرر مخالفین اسلام ہے یہ ان مخالفین اسلام سے کیا جاتا ہے جو مذہب اسلام کے مزاحم ہون مسلمانون کو مذہبی لحاظ سے ستاوین انکی مذہبی آزادی مین دست اندازی کرین اس جہاد مین اپنے مذہب و اہل مذہب کے بچاؤ، محافظت کے علاوہ دوسرے

مذہب والون سے جابرانہ مزاحمت کرنا اُسکو زبردستی مسلمان کرنا یا انکو پہلے مذہب کی سزا دینا (مار ڈالنا یا لوٹ لینا) مدنظر و اصل مقصود نہین ہوتا۔

ان دونو قسم کے جہاد کے لئے مذہب اسلام مین ایسے شروط و موانع مقرر ہین جنسے سرمو بھی تجاوز کرنے سے جہاد (ملکی ہو خواہ مذہبی) جہاد نہین رہتا بلکہ فتنہ و فساد کہلاتا ہے ٭

ہم اس مقام مین ملکی جہاد کے شروط و مسایل سے تعرض کرنا نہین چاہتے اور نہ اسکی چندان ضرورت دیکھتے ہین صرف مذہبی جہاد کے احکام و شرایط مع ان کے نتایج کے بضمن چند مسائل بیان کرتے ہین۔ کیونکہ ایسین ناواقف مسلمان اکثر احکام اسلام کا خلاف کرتے ہین اور اسی مین ناواقف اقوام اصل اسلام و مسلمانون پر بدظنی کرتے ہین ٭

پہلا مسئلہ

مذہبی جہاد اصول مقاصد اور اصلی مطالب خداوندی سے نہین ہے جو مخلوق کے پیدا کرنے اور انبیاء کے بھیجنے سے منظور الٰہی ہین بلکہ اصل مقصود پیدایش مخلوق و بعثت رسولون سے خدا کی عبادت و ذکر ہے جہاد صرف اس عبادت و ذکر کو قایم رکھنے کا ذریعہ ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے جیسے جنون اور آدمیون کو کسی کام کے لئے بجز اپنی عبادت کے پیدا نہین کیا

وما خلقت الجن والانس الا — اور فرمایا کہ ان کو بجز اس کے [illegible]

لیعبدون (ذاریات ع ۳)

وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین له الدین حنفاء ویقیموا الصلوٰة ویوتوا الزکوٰة (بنیۃ ع ۱)

الذی خلق الموت والحیوة لیبلوکم ایکم احسن عملاً ط (ملک ع ۱)

وفسر السنتہ ان افضل الاعمال و احبها الی اللہ العبادة والذکر۔ فعن ابن مسعود رض قال سالت النبی صلی اللہ علیه وسلم ای الاعمال احب الی اللہ قال الصلوٰة لوقتها قلت ثم ای قال بر الوالدین قلت ثم ای قال الجهاد فی سبیل اللہ رواہ الشیخان (مشکوٰة ص)

وعن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلعم الا انبئکم بخیر الاعمال وازکاها عند ملیککم

کچھ حکم نہین ہوا کہ وہ خدا کی خالص عبادت کرین اور نماز قایم کرین اور زکوٰة دین *

اور فرمایا خدا نے تمکو اسلیے پیدا کیا اور مارتا ہے کہ تم مین سے نیکوکار معلوم ہون

آنحضرت صلعم نے اسکی تفسیر مین فرمایا ہی کہ سب کامون سے افضل خدا کی عبادت و ذکر ہے۔ ابن مسعودؓ نے آپ سے پوچھا کہ خدا کو سب عملون سی زیادہ پیارا کونسا عمل ہے تو آپ نے فرمایا کہ نماز اپنے وقت پر۔ کہا پھر کون سا عمل آپ نے فرمایا ماباپ سے نیکی کرنا کہا اسکے بعد کونسا عمل آپ نے فرمایا خدا کی راہ مین جہاد* کرنا۔ ابو درداءؓ نے روایت کیا ہی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مین تمکو سب عملون سی

* اس حدیث مین آنحضرتؐ نے جہاد کو (جو بلا شرط مقررہ جائز ہی نہین) وقت پر نماز پڑھنے اور ماباپ کے ساتھ احسان کرنے سے کم رتبہ ٹھرایا *

وارفعہا فی درجاتکم وخیر لکم من انفاق الذہب والفضۃ وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقہم ویضربوا اعناقکم قالوا بلے قال ذکر اللہ رواہ مالک واحمد والترمذی (مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۰)

بہتر اور خدا کی نزدیک پاکیزہ تر اور درجات مین سب سے برتر اور چاندی سونا خرچ کرنے اور دشمن سے* لڑکر اسکی گردن کاٹنی اور اپنی کٹوانے سے بہتر ہے بتاؤن لوگون نے عرض کیا کیون نہین بتائے آپ نے فرمایا وہ خدا کا ذکر ہے۔

وعن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سئل ای الاعمال افضل وارفع درجۃ عند اللہ یوم القیمۃ قال الذاکرون اللہ کثیراً والذاکرات قیل یا رسول اللہ ومن الغازی فی سبیل اللہ قال لو ضرب بسیفہ فی الکفار والمشرکین حتی تنکسر ویختضب دما فان الذاکر للہ افضل منہ درجۃ رواہ احمد والترمذی (مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۰)

ابو سعید خدری نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت سے کیا سب عملون سے افضل اور درجہ مین بالاتر عمل کا سوال کیا تو آپ نے ذکر کرنیوالون کا حال بیان فرمایا سایل نے پوچھا کہ وہ خدا کی راہ مین لڑنیوالون سے بھی بہتر ہے آپ نے فرمایا ہان اگرچہ لڑنے والا مشرکین پر تلوار توڑ ڈالے اور خون مین رنگا جائے تو بھی ذکر والا اس سے افضل ہے +

* ان ہی شروط سے جو جہاد کے لئے مقرر ہین - بلا وجود شرائط کبھی جہاد شرعی نہین کہلاتا - اور نہ اسپر اجر کی امید ہے +

وعن معاذ قال قال رسول اللہ صلعم
یا معاذ هل تدری ما حق اللہ علی
عبادہ وما حق العباد علی اللہ قلت اللہ
ورسوله اعلم قال حق اللہ علی العباد
ان یعبدوه ولا یشرکوا به شیئا وحق
العباد علی اللہ ان لا یعذب من لا یشرك
به شیئا۔ رواہ الشیخان۔ (مشکوۃ ص)

وعن ابی هریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم
من امن باللہ ورسوله واقام الصلوۃ
وصام رمضان کان حقا علی اللہ ان
یدخله الجنة جاهد فی سبیل اللہ
او جلس فی ارضه التی ولد فیها قالوا
افلا نبشر به الناس قال ان فی الجنة
مایۃ درجۃ اعدها اللہ للمجاهدین الخ
رواہ البخاری۔ (مشکوۃ ص ۳۲۱)

معاذ بن جبل سے آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ
کیا تو جانتا ہے خدا کا حق بندون پر کیا ہے
اور بندون کا حق خدا پر کیا ہے انہون نے
عرض کیا کہ خدا اور رسول خوب جانتے
ہین آپ نے فرمایا خدا کا حق بندون پر
یہ ہے کہ وہ اسکی عبادت کرین اور کسیکو
اسکا شریک نہ بناوین اور بندون کا
حق خدا پر یہہ ہے کہ پھر وہ انکو عذاب
نکرے۔ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی خدا اور رسول پر
ایمان لایا اور نماز روزہ کو اُسنے ادا کیا
اسکا خدا پر حق ہو چکا کہ اسے بہشت مین
داخل کرے خواہ وہ خدا کی راہ مین لڑا
ہو خواہ اسی جگہ بیٹھ رہا ہون جہان وہ پیدا
ہوا لوگون نے عرض کیا کہ یہ خوشخبری
ہم لوگونکو سنا دین آپ نے فرمایا بہشت مین سو درجہ ہین جو مجاہدین کے لئے تیار
ہین یعنے وہ جہاد کرین گے تو ان درجون کو پائین گے۔

اس فقرۂ اخیر حدیث ابوہریرہ مین جو مجاہدین کے لئے بشارت وارد ہے ایسا ہی جو اور روایات مین جہاد پر اجر و ثواب اور ترک جہاد پر ناخوشی اور وعید عذاب وارد ہے ہمارے مسئلہ اوّل کے مخالف نہین کیونکہ یہہ اسی صورت مین ہے کہ عبادت و ذکر سے مسلمان روکے جائین اور جہاد کی ضرورت آپڑے چنانچہ مسئلہ دوم مین اسکی خوب تشریح ہوگی *

نتیجہ مسئلہ اولے

اس مسئلہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اسلام و ایمان کا کمال اور مسلمانون کی نجات جہاد پر موقوف و منحصر نہین مسلمانون کو اگر دین سے روک نہو تو صرف عبادت سے ان کی نجات و کمال ایمان متصور ہے۔ لہذا اقوام غیر کا مسلمانون کی نسبت یہ گمان کہ جو ان مین پکّا اور مذہب کا سچّا ہوگا وہ اپنے مخالفین مذہب سے جہاد کرنے کا ضرور ارادہ رکھتا ہوگا۔ محض غلط و بہتان ہے جو مذہب اسلام سے ناواقفی پر مبنی ہے *

دوسرا مسئلہ

مذہبی جہاد نہ اس غرض سے مشروع ہے کہ کافرون کو دنیا مین کفر کی سزا دین

* کافر بمعنی منکر ہے۔ اور یہ لفظ اس معنی کر نسبتی اور ایسا وسیع ہے کہ ہر ایک فرقہ کو بلحاظ اس مذہب کے جس سے وہ منکر ہو کافر کہا جاسکتا ہے۔ حتی کہ مسلمان خود اپنے آپ کو دوسرے مذاہب کا کافر یعنی منکر کہتے ہین۔ حضرت ابراہیم اور انکے اصحاب نے اپنے مخالفون کو کہا ہے کہ ہم تمہارے کافر یعنی منکر ہین کفرنا بکم۔ ممتحنہ ع (۱)۔ فمن یکفر بالطاغوت بقرہ ع ۳۴ خدا نے فرمایا ہے جو طاغوت کا کافر ہوا اسی مضبوط ہی اسلام ...

اور نہ اس غرض سے ہے کہ ان کو جبراً مسلمان کرین اس جہاد سے غرض جو خدا و رسول کی کلام سے سمجھ مین آتی ہے یہ ہے کہ مسلمانون کو مخالفین مذہب کی مزاحمت* بیجا سے بچاوین خدا کی عبادت کا (جو مخلوق کی پیدایش اور رسولون کی بعثت سے مقصود خداوندی ہے) راستہ صاف کرین۔ اور اس راستہ سے روکنے والون کو راستہ سے ہٹاوین حق تعالی نے فرمایا ہے خدا کی راہ

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین (بقرہ ع ۲۴)	مین ان لوگون سے لڑو جو تم سے لڑتے ہین اور اس سے آگے نہ بڑہو خدا حد سے بڑھنے والون کو دوست نہین رکھتا۔
قالوا وما لنا الا نقاتل فی سبیل اللہ وقد اخرجنا من دیارنا وابناءنا (بقرہ ع ۳۲)	اور قوم شمویل سے نقل فرمایا ہے کہ انھون نے اپنی نبی کو کہا ہم خدا کی راہ مین کیون نہ لڑینگے

* ایسا ہی فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین کہا ہے کہ جہاد سے مقصود نہ صرف امتحان مکلفین ہے بلکہ

المقصود منه (ای الجہاد) لیس مجرد ابتلاء المکلفین بل اعزاز الدین ودفع شر الکفار عن المومنین بدلیل قوله تعالی وقاتلوهم حتی لا تکون فتنة ویکون الدین کله لله (فتح القدیر صفحہ ۲۹۱ جلد ۲)	دین کو (یعنے اہل اسلام کو) عزت دینا اور مسلمانون کو کفار کی تکلیف دہی کو روکنا اس ہی مقصود ہے بسبب خدا تعالی کا یہ قول دلیل ہے کہ تم کفار (تکلیف دینے والون) سے لڑو تا کہ مسلمانون کو تکلیف نہو اور دین سبھی خدا کا ہو (یعنے اسکا کوئی مزاحم نہ رہے)

وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ
والمستضعفین من الرجال والولدان
الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ
القریۃ الظالم اھلھا (نساء ع ۱۰)
ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون
سواءً فلا تتخذوا منھم اولیاء حتی
یھاجروا فی سبیل اللہ فان تولوا فخذوھم
واقتلوھم حیث وجدتموھم ولا تتخذوا
منھم ولیاً ولا نصیراً الا الذین یصلون
الی قوم بینکم وبینھم میثاق او جاؤکم
حصرت صدورھم ان یقاتلوکم او
یقاتلوا قومھم ولو شاء اللہ لسلطھم
علیکم فلقاتلوکم فان اعتزلوکم فلم
یقاتلوکم والقوا الیکم السلم فما جعل اللہ
لکم علیھم سبیلاً (نساء ع ۱۲)
الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد
کبیر (انفال ع ۱۰)

جب ہم اپنے گھرون اور اولاد سے نکالے گئے
ہین اور مسلمانون کو مخاطب ہو کر خود فرمایا تمکو
کیا ہوا ہے تم خدا کی راہ مین اور عاجز
لوگون اور بچون کے لئے جو کہتے ہین خدایا
ہمکو اس ظالمون کی بستی سے نکال نہین لڑتے
اور فرمایا مکہ اور اسکے اطراف کے کافر چاہتے
ہین تم بھی ویسے ہی کافر ہو جاؤ پس ایک جیسے
ہو رہو۔ تم انکو دوست نہ بناؤ جبتک وہ خدا
کی راہ مین وطن نہ چھوڑین یہ لوگ (تمہارے
دشمن) تمہاری دوستی سے موہنہ پھیرین تو
انکو پکڑو اور جہان پاؤ مارو بجز انکے جو تمہارے
عہد پیمان والون سے جا ملین یا وہ تم سے اور تمہارے
دشمنون دونو سے لڑنیکو پسند نکرین۔ خدا چاہتا
تو انکو تم پر مسلط کرتا اور وہ تم سے لڑتے اب جو وہ تم سے
کنارہ گزین ہین اور تم سے نہین لڑتے اور صلح کا پیام
دیتے ہین تو خدا نے ان پر تمکو لڑنیکا راستہ نہین دیا۔ اور
فرمایا ہم ظالمون سے نہ لڑو گے تو زمین مین بڑا فتنہ اور فساد پھیلیگا

ان الله يدافع عن الذين امنوا ان الله
لا يحب كل خوان كفور - اذن للذين
يقاتلون بانهم ظلموا وان الله على
نصرهم لقدير الذين اخرجوا من
ديارهم بغير حق الا ان يقولوا ربنا
الله ولولا دفع الله الناس بعضهم
ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوات
ومساجد يذكر فيها اسم الله كثيرا ط
(الحج ع ٦)

والذين اذا اصابهم البغي هم ينتصرون
وجزاء سيئة سيئة مثلها فمن عفا
واصلح فاجره على الله انه لا يحب
الظالمين (شوری ع ۴)

اور فرمایا خدا مسلمانون سے ایذا کو روکتا ہے
وہ ناشکر خائنون کو پسند نہین کرتا جن سے
ظالم لوگ لڑتے ہین انکو مظلوم ہونیکے سبب
لڑنے کی اجازت ہے خدا انکی مدد پر قادر ہے
وہ لوگ جو اپنے گھرون سے ناحق نکالے گئے ہین
اسی بات کے سبب کہ انہون نے کہا کہ ہمارا رب
اللہ ہے - اور اگر خدا لوگون کو ایکدوسرے
سے نہ بچاوے تو گرجے* (عیسائیون کے گرجے)
یہودیون کے عبادتخانے اور مسلمانون کی
مسجدین جنمین خدا کا نام لیا جاتا ہے سبھی
ڈھائی جائین اور خدا نے انہی نیک بندون کی تعریف
مین فرمایا ہے جب انپر کوئی سرکشی کرتا ہے تو وہ انسے
بدلہ لیتے ہین اور برائی کا بدلہ اسکی برابر ہے پر جو معاف

* اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ مذہبی جہاد سے نہ صرف مسلمانون اور انکی مسجدون کی حفاظت مقصود خداوندی ہے - بلکہ عیسائیون اور یہودیون اور انکی عبادت خانون کی حفاظت بھی مقصود خداوندی تھا اور اسی غرض و مقصود سے یہودیون نے بھی مذہبی جہاد کیا تھا - اور جو مذہبی لڑائی اور تسلیم (بیت المقدس) مین ہوئی تھی اسمین عیسائی بھی جہادی تھے الحاصل مذہبی جہاد اور اسکی غرض کو اسلام و مسلمانون کی مخصوص سمجھنا [illegible]

لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی
الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان
تبروہم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب
المقسطین انما ینہاکم اللہ عن الذین
قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم
وظاہروا علی اخراجکم ان تولوہم
ومن یتولہم فاولئک ہم الظالمون -
(الممتحنہ ۶ ۲)

کرے اور سنوارے اسکا اجر خدا پر ہے
خدا ظالمون سے خوش نہین ہے اور
فرمایا خدا تمکو ان لوگون سے سلوک و
احسان کرنے سے مانع نہین جو تم سے
دین کے سبب نہین لڑے اور تم کو
تمہارے گھرون سے نہین نکالا خدا
انصاف والون سے خوش ہے تم کو
انہی لوگون کے ساتھ سلوک اور دوستی
سے خدا روکتا ہے جو تم سے دین کے سبب لڑتے ہین اور تمہارے دشمنون کو
تم پر مدد دے چکے ہین اور جو ان کو دوست سمجھین گے وہ ظالم ہین ٭

ان آیات مین صاف صاف بیان ہوا ہے کہ یہہ جہاد اسی غرض سے مشروع
ہوا ہے کہ مسلمان آزادی سے خدا کی عبادت کرین اور ان کے مخالف انکو
عبادت وغیرہ شعایر اسلام سے نہ روکین اور وہ انہی لوگون سے مخصوص
ہے جو مسلمانون سے لڑین اور ان کے مذہب مین دست اندازی کرین ٭

اس امر کو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اور بھی تشریح سے
بیان کیا ہے اور ان لوگون کو مذہبی جہاد وقتل سے مستثنے کر دیا ہے
جنہے مسلمانون کے ساتھ لڑنے اور ان کے مذہب دست اندازی کرنے کا

اندیشہ نہین ہے ؀

از انجملہ اقوام غیر کی مستورات ہین جو لڑائی مین شریک و معاون نہون اور کسی کے مذہب سے تعرض نکرین۔

از انجملہ ان کے بڈھے لوگ ہین جنکو لڑنے یا لڑانے سے بحث نہو۔

از انجملہ جرچون کے گوشہ نشین لوگ جنکو اپنے ذکر و شغل سے مطلب ہو نکسی کے مذہب سے

از انجملہ قلی لوگ جنکو اپنی مزدوری کی کام ہوتا ہے نہ کیلئے کفر یا اسلام سے

از انجملہ وہ لڑکے جو لڑائی کے لایق نہین ہوتے باوجودیکہ وہ کفر کے عقاید رکھتے ہین۔ چنانچہ حضرت رباح (یا رباح) سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم نے ایک لڑائی مین ایک عورت کو مقتول پایا تو یہ

فعن الرباح بن الربیع قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی غزوۃ فرای الناس مجتمعین علی شئی فبعث رجلاً فقال انظر ما اجتمع ھولاء فجاء فقال علی امرٔۃ قتیل فقال ما کانت ھذہ لتقاتل قال وعلی المقدمۃ خالد بن الولید فبعث رجلا فقال قل لخالد لا

ارشاد فرمایا کہ یہہ تو لڑائی نکرتے تھے (یعنے اسکو کیون مارا) اس لڑائی مین کمان افسر خالد بن ولید تھے ان کو حکم دیدیا کہ نہ کسی عورت کو مارین نہ کسی مزدور کو ایسا ہی حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے

تقتلن امرأۃ ولا عسیفاً (رواہ ابوداؤد
ص۶ ج ۲ وابن ماجہ ص۲۱۲)
وعن ابن عمر قال وجدت امرأۃ مقتولۃ
فی بعض مغازی النبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم فنہی عن قتل النساء والصبیان
(رواہ البخاری ص۴۲۳ ومسلم ص۸۴ ج۲)
وعن انس ان رسول اللہ صلعم قال
انطلقوا بسم اللہ وباللہ وعلی ملۃ رسول
اللہ ولا تقتلوا شیخاً فانیاً ولا طفلاً
صغیراً ولا امرأۃ الحدیث (رواہ ابوداؤد
ص۳۵۱ ج۱) - وعن بریدۃ کان رسول اللہ
صلعم اذا امر امیراً قال لہ لا تقتلوا
ولیداً الحدیث (رواہ مسلم ص۸۲ ج۲)
وعن ابن عباس ان النبی صلعم قال لا تقتلوا
الولدان ولا اصحاب الصوامع (رواہ
احمد کذا فی الدرایہ والنیل) وقد
امتنع رسول اللہ صلعم ومنع امتہ عن قتل

اور شیخ کو فرمایا کہ نہ بہت بڈھے کو (یعنی
جو لڑائی کے کام کا نہ رہا ہو) مار لو نہ
لڑکے کو نہ عورت کو ایسا ہی ہر ایک
کمان افسر کو حکم دیتے جب اسکو لڑائی
میں بھیجتے چنانچہ بریدہ نے آپ سے
روایت کیا ہے اور حضرت ابن عباس رض
نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بچوں کو
مارو نہ ان لوگوں کو جو صومعوں
(گرجوں) میں رہتے ہیں یہی وجہ
ہے کہ جب آپ کسی قوم پر چڑھائی کرتے
تو وقت صبح کے منتظر رہتے پھر
جب وہاں سے اذان صبح کی آواز
سنتے تو ان پر حملہ کرنے سے رک جاتے
یہ حضرت انس نے آنحضرت صلعم سے
روایت کیا ہے اور حضرت عصام مزنی
نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے انکو

احد من اهل قرية يرى فيها مسجد
او يسمع منها صوت اذان - وعن انس
ان النبی صلعم کان اذا غزی بنا قوما
لم يكن يغير بنا حتى يصبح وينظر فان
سمع اذانا كف عنهم الحديث رواه
البخاری ص۸۶) وعن عصام المزنی
قال بعثنا رسول الله صلى الله عليه و
آله وسلم في سرية فقال اذا رأيتم
مسجدا او سمعتم موذنا فلا
تقتلوا احدا (رواه ابو داؤد ص۳۵۳
والترمذی ص۲۰)

ایک لڑائی میں بھیجا تو ان کو بھی یہی ارشاد کر دیا کہ جہاں تم کوئی مسجد دیکھو یا اذان کی آواز سنو وہاں کسی کو نہ مارو (یعنے وہاں کافر بھی رہتے ہوں تو ان کو نہ مارو کیونکہ وہ مسلمانوں کو مسجد بنانے اور اذان کہنے سے مانع نہیں تو بلحاظ مذہب قتل کے مستحق نہیں)۔

ان اقوال نبوی سے مطلب آیات قرآنیہ کی جو ہمنے بیان کیا ہے خوب تشریح ہوئی اور یہہ بات ثابت ہو گئی کہ مذہبی جہاد مسلمانوں سے مذہبی روک ٹوک ہٹانیکو ہے نہ کافروں کو دنیا میں سزا کفر پہنچانے کو - یہہ ہوتا تو حکم قتل و جہاد لڑنے والے کفار سے مخصوص نہ ہوتا - سبھی کافروں (بڈھوں - عورتوں - طفلوں - بے تمیز بچوں - خانہ نشینوں - مسجدوں اور اذانوں سے تعرض نہ کرنے والوں) کو تہ تیغ کرنیکا حکم ہوتا - علی الخصوص راہبوں اور گرجے والوں کو جو مذہب عیسائی کے لیڈر ممبر ہیں *

اب رہا ثبوت اس امر کا کہ یہہ جہاد کافروں کو جبراً مسلمان بنانے اور زبردستی دین اسلام پھیلانے کے لئے نہیں ہے سو دلایل ذیل سے بخوبی ہوتا ہے

افانت تکرہ الناس حتی یکونوا	خدا تعالی فرماتا ہے کیا تو لوگون کو زبرستی
مومنین (یونس ع ۱۰)	مسلمان بنانا چاہتا ہے - اور فرمایا دین
لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی -	مین زبردستی نہین ہے - ہدایت گمراہی
(البقرہ ع ۳۴)	سے ممتاز ہو چکی ہے -

حضرت انس نے ان آیات کے بیان شان نزول مین فرمایا ہے کہ انصار مین کوئی

روی ابن جبیر عن ابن عباس رض قال	عورت لاولد ہوتی تو وہ یہہ منت مانتی کہ
کانت المرأۃ تکون مقلاۃ فتجعل علی	اگر میرا بچہ زندہ رہا تو مین اسکو یہودی
نفسہا ان عاش لہا ولد ان تہودہ	بناؤن گی - پھر جب آنحضرت صلے اللہ
فلما اجلیت بنو النضیر کان فیہم من ابناء	علیہ وسلم نے یہود بنی نضیر کو (جو آنحضرت
الانصار فقالوا لا ندع ابناءنا فانزل	صلے اللہ علیہ وسلم کو ستاتے) اطراف
اللہ عز وجل لا اکراہ فی الدین قد تبین	مدینہ سے جلاوطن کرنا چاہا تھا تو ان
الرشد من الغی (رواہ ابو داؤد ج ۲)	بچون کی نسبت یہودیون اور انکے
زاد فی المعالم فقال رسول اللہ صلی	وارثون انصار کا جھگڑا ہوا - انصار
اللہ علیہ و آلہ وسلم قد خیر	نے یہ دعوے کیا کہ یہہ ہماری اولاد
اصحابکم فان اختاروکم فہم منکم	ہین ہم ان کو جانے نہ دین گے اسپر
وان اختاروہم فاجلوھم معہم	یہہ آیات نازل ہوئین یہ ابو داؤد کی
وقال مجاھد کان الناس مسترضعین	روایت ہے تفسیر معالم مین کہا ہے

فی الیهود من الاوس فلما امر النبی صلی الله علیه وآله وسلم باجلاء بنی النضیر قال الذین کانوا مسترضعین فیهم لنذهبن معهم ولندینن بدینهم فمنعوهم اهلوهم فنزلت لا اکراه فی الدین الخ (معالم صـ۱۲۴)

مگر اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان لوگون کو اختیار ملگیا ہے یہ تمکو پسند کرین تو تم مین سے ہین ـ یہودیون کو پسند کرین تو انکے ساتھ یہ بھی جلاوطن ہون ـ

اس تفصیل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جبراً مسلمان کرنا خدا کو پسند نہین ہے ـ یہ ہوتا تو جبر کا یہ عمدہ موقع تھا ان انصار کے لڑکون کو اپنے پاس رکھ لینے کا بظاہر خاصہ بہانہ تھا ـ ان مسایل کے شواہد آیندہ مسایل کے ضمن مین بھی آوینگے ـ انشاء اللہ تعالی ٭

نتایج مسئلہ دوم

مسئلہ دوم اور اسکے دلایل آیات واحادیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اقوام غیر کا مذہب اسلام کی نسبت گمان کہ وہ صرف مذہبی ناگواری سے لڑنا سکھاتا اور جبراً اپنی تسلیم واشاعت چاہتا ہے غلطی ہے اور ناواقفی پر مبنی (۲) ایسا ہی بعض ناواقف مسلمانون کا ہر ایک مخالف مذہب سے صرف مخالفت مذہبی کی نظر سے لڑنا اور ان کے جان ومال سے تعرض کرنا (جیسا کہ سرحدی ناواقف مسلمانون کا دستور ہے) غلطی ہے اور ناواقفی پر مبنی (۳) جو مخالفین اسلام کسی کے مذہب سے تعرض کرنا جایز نہ سمجھین ـ اور اس

امر کو خواہ بمقتضاے مداہنت خواہ بہ ہدایت مذہب خواہ بحکم عقل و اصول سلطنت بہت برا سمجھین (جیسا کہ برٹش گورنمنٹ کا حال و چال ہی) اُنسے مذہبی جہاد کرنا ہرگز جایز نہین ❊

تیسرا مسئلہ

جس شہر یا ملک مین مسلمانون کو مذہبی فرائض ادا کرنیکی آزادی حاصل ہو وہ شہر یا ملک دار الحرب نہین کہلاتا - پھر اگر وہ دراصل مسلمانون کا ملک یا شہر ہو اقوام غیر نے اُسپر تغلب سے تسلط پالیا ہو (جیسا کہ ملک ہندوستان ہے) تو جبتک اُسمین اداے شعایر اسلام کی آزادی رہے وہ بحکم حالت قدیم دار الاسلام کہلاتا ہے اور اگر وہ قدیم سے اقوام غیر کے قبضہ و تسلط مین ہو مسلمانون کو اُن ہی لوگون کی طرف سے اداے شعایر مذہبی کی آزادی ملی ہو تو وہ بھی دار الاسلام اور کم سے کم دار السلم❊ والامان کے نام سے موسوم ہونیکا مستحق ہے - ان دونو حالتون اور نامون کی وقت اہل شہر یا ملک پر مسلمانون کو چڑہائی کرنا اور اسکو جہاد مذہبی سمجھنا جایز نہین ہے - اور جو مسلمان اس ملک یا شہر مین باامن رہتے ہون انکو اس ملک یا شہر سے ہجرت کرنا واجب نہین بلکہ اور ملکون یا شہرون سے (متبرک کیا ان نہون) جہان انکو امن و آزادی حاصل نہو ہجرت کرکے اس ملک مین آرہنا موجب قربت و ثواب ہے ❊

❊ سلم بکسر سین یعنی صلح ضد جنگ -

اس شہر یا ملک پر چڑھائی نہ کرنے کے دلایل بضمن مسئلہ دوم گذر چکے ہین کہ جہان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی مسجد دیکھتے یا وہان سے اذان کی آواز سنتے وہان حملہ نہ کرتے اور نہ اس حملہ کی اجازت دیتے۔

اس شہر یا ملک کو دار الاسلام کہنے کی دلیل یہ ہے کہ جب وہ ایک دفعہ دار الاسلام ہو چکا اور اسلام کے تسلط مین آ چکا ہے تو جب تک جملہ شعایر اسلام اس سے موقوف نہون وہ دار الحرب یا دار الکفر کہلائے تو اسمین اسلام پر کفر کا غلبہ یا تاثیر ثابت ہوتا ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے چنانچہ بخاری نے بطور تعلیق۔ اور دارقطنی نے بسند موصول روایت کیا ہے کہ اسلام غالب ہے۔ کفر اسلام پر غالب نہین ہوتا۔ اور یہی فقہاء حنفیہ کا قول ہے چنانچہ فتاوی عالمگیری اور فصول عمادیہ وغیرہ مین کہا ہے کہ دار الاسلام کبھی دار الحرب نہین ہو سکتا جبتک کہ شعایر اسلام سے ایک خصلت کا وجود بھی وہان رہے۔ ایسا ہی امام ماوردی نے کہا ہے ان کا قول عنقریب خاتمہ شواہد مسئلہ سوم مین منقول

الاسلام یعلو ولا یعلے۔
(بخاری صفحہ ۱۸۰)

ان دار الاسلام لا یصیر دار الحرب اذا بقی شیٔ من احکام الاسلام وان زال غلبۃ اھل الاسلام ذکرہ سید ناصر الدین فی المنشور ان دار الاسلام انما صارت دار الاسلام باجراء احکام الاسلام فما بقی علقۃ من علایق الاسلام یترجح دار الاسلام فصول عمادیہ ومثلہ فی عالمگیریہ

ہوگا ÷

دوسری صورت مین اس ملک کے دار الاسلام یا دار الامان ہونی اور متبرک و مقدس مواضع چھوڑکر اسکی طرف ہجرت کرنے پر دلیل یہ ہے کہ جناب رسالتمآب کے زمانہ مین ملک حبشہ عیسائی بادشاہ کے قبضہ و تسلط مین تھا اور دین اسلام کا وہان نام و نشان نہ تھا و اور مکہ مکرمہ آپ کا اور سبھی مسلمانون کا مسکن اور قدیم سے متبرک و مقدس مکان تھا - ولیکن اسمین مسلمانون کو کفار بہت ستاتے تھے اور انکے دین مین بیجا مزاحمت کرتے - اور بادشاہ حبشہ باوجود عیسائی ہونیکے کسی سے تعرض و ظلم کو پسند نہ کرتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا یہ حال معلوم ہوا تو آپ سنے اپنے اصحاب کو فرمایا کہ حبشہ کا بادشاہ نیک آدمی ہے وہ کسی پر ظلم نہین کرتا اور نہ اس کے

قال اهل التفسير ائتمرت قريش ان يفتنوا المومنين عن دينهم فوثب كل قبيلة على من فيها من المسلمين يوذونهم ويعذبونهم فافتتن من افتتن وعصم الله منهم من شاء ومنع الله تعالى رسوله بعمه ابي طالب فلما راى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ما باصحابه ولم يقدر على منعهم ولم يومر بعد بالجهاد امرهم بالخروج الى ارض الحبشة وقال ان بها ملكا صالحا لا يظلم ولا يظلم عنده احد فاخرجوا اليه حتى يجعل الله للمسلمين فرجا واراد به النجاشي و اسمه اصحمه وهو بالحبشة عطية

وانما النجاشی اسم الملك كقولهم قيصر
وكسرى فخرج اليها سرا احد عشر رجلا
واربع نسوة وهم عثمان بن عفان
وامرئته رقيه بنت رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم وزبير بن العوام
وعبد الله بن مسعود وعبد الرحمن
بن عوف وابو حذيفه بن عتبه و
امرئته سهلة بنت سهيل بن عمرو
ومصعب بن عمير وابو سلمه بن
عبد الاسد وامرئته ام سلمة بنت
ابی امیه وعثمان بن مظعون وعامر
بن [illegible] امرئته ام ليلى بنت ابى حثمة
و[illegible] بن [illegible] عمرو وسهيل بن
بيضاء فخرجوا الى البحر واخذوا
[illegible] الى ارض الحبشة بنصف
دينار وذلك فى رجب فى سنة
الخامسة من مبعث رسول الله

ملک مین کوئی اور کسی پر ظلم کرتا ہے۔
تم وہان چلے جاؤ تو امید ہے امن و
خلاصی پاؤگے۔ اس ارشاد نبوی کے
موافق گیارہ آدمی اعیان صحابہ نے
جن مین حضرت عثمان اور آپ کے حرم
محترم رقیہ لخت جگر رسول اللہ اور حضرت
زبیر و حضرت ابن مسعود و حضرت
عبدالرحمن بن عوف وغیرہ شامل تھے
حبشہ کیطرف ہجرت کی یہ پہلی ہجرت
حبشہ ہے۔ ان کے بعد حضرت جعفر
بن ابی طالب وغیرہ صحابہ مکہ چھوڑکر
حبشہ مین پہنچے یہانتک کہ بیاسی
مسلمان اکابر وہان جمع ہوئے اور
تقریباً چودہ پندرہ سال وہان رہے
باوجودیکہ ان کی ہجرت سے نوین
سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
مدینے پہنچ چکے تھے اور وہان اچھیطرح

وهذه الهجرة الاولى ثم خرج جعفر بن ابی طالب وتتابع المسلمون الیها وکان جمیع من هاجر الی الحبشة من المسلمین اثنین وثمانین رجلا سوی النساء والصبیان ۔ (معالم التنزیل ص ۲۹) ومثلہ فی شرح القسطلانی جلد ۶ ص ۲۲۳ وبعض القصة فی صحیح البخاری ص ۵۴۷ و ص ۶۰ وفی شرح القسطلانی ص ۲۲۳ جلد ۶ ۔ وکتب لہ صلعم کتابا یدعوہ فیہ الی الاسلام مع عمرو ابن امیۃ سنة ست من الهجرة واسلم علی ید جعفر بن ابی طالب ۔

متسلط ہوکر بدر و احد کی لڑائیون مین کفار مکہ کو شکست دے کر مدینہ طیبہ کو کامل دارالاسلام بنا چکے تھے اور حبشہ اوسی طرح نصاریٰ کا ملک تھا۔ کیونکہ ہجرت نبوی کے چھٹے سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی شاہ حبشہ کو اسلام کی طرف بلایا اور اُسنے اسلام قبول کیا۔ اسپر بھی وہ پانچ چھ سال اس ملک نصاریٰ مین رہے ہجرت نبوی کے چھٹے سال کے خاتمہ پر ساتوین کے شروع مین مدینہ طیبہ مین پہنچے ۔

یہ حالات ہجرت کتب حدیث صحیح بخاری قسطلانی شرح بخاری وغیرہ اور تفاسیر معالم وغیرہ مین بتفصیل مذکور ہین۔ اس اجمال سے جو ہمنے بیان کیا ہے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جس شہر یا ملک مین (زیر حکومت مخالفین مذہب کیون نہو) مسلمان شعایر مذہبی آزادی کے ادا کر سکین وہ دار الحرب نہین ہے دارالاسلام ہے یا کم سے کم دار السلم

دار الامان - مسلمانون کو مقدس اور متبرک بلاد سے (اگر وہان امن نہ پاوین) ہجرت کرکے اُن مین آرہنا جایز و ضروری ہے انکو چھوڑکر مقدس شہرون مین (اگر وہان امن نہو) جا رہنا واجب یا جایز نہین ہ

اسی نظر سے اکابر صحابہ حضرت ابن عمر و عائشہ صدیقہ نے فتح مکہ کے بعد جبکہ ہر جگہ امن قایم ہوگیا تھا ہجرت کو غیر ضروری کہا اور صاف فرما دیا تھا کہ ہجرت کا حکم اسوقت تھا جب کہ مسلمان اپنے دین کو بھگائے لئے پھرتے تھے - اس خوف سے کہ وہ دین کے سبب فتنہ مین مبتلا ہون گے - آج اسلام کو خدا نے غلبہ دیا ہے (یعنے کوئی کسی مسلمان کو اسلام کے سبب تکلیف نہین پہنچاتا) آج مومن جہان چاہے خدا کی عبادت کرے - قسطلانی نے شرح بخاری مین اسحدیث کے ذیل مین کہا ہے کہ امام ماوردی نے فرمایا ہے جب مسلمان کو کفار کے شہر مین اظہار

ان عبد الله بن عمر کان یقول لا ھجرۃ بعد الفتح وحدثنی الاوزاعی عن عطاء بن ابی رباح قال زرت عائشہ مع عبید بن عمیر اللیثی فسالنا ھا عن الھجرۃ فقالت لا ھجرۃ الیوم کان المومنون یفر احدھم بدینہ الی الله والی رسولہ مخافۃ ان یفتن علیہ فاما الیوم فقد اظھر الله الاسلام والیوم یعبد ربہ حیث شاء (بخاری ص۵۵۵) قال القسطلانی فی شرح البخاری فقد اظھر الله الاسلام وفشت الشرایع والاحکام - یعبد ربہ حیث شاء فالحکم یدور مع